رمضان المبارک ہمیں یہ موقعہ دیتا ہے کہ ہم اپنے نفس، اپنے جذبات و خواہشات کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ ؍دسمبر ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

❁❁❁

☆ قرآن کریم صرف ہدایت کی راہ ہی نہیں دکھاتا بلکہ حکمت بھی بتاتا ہے۔

☆ حالات اور زمانہ کے لحاظ سے عمل صالح بھی بدلتے رہتے ہیں۔

☆ جب تک اللہ تعالیٰ فضل نہ کرے اپنے زور سے کوئی شخص پاک اور مطہر نہیں بن سکتا۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علوم کا ایک خزانہ قرآن کریم سے نکال کر دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے۔

☆ ماہ رمضان ترقیات حاصل کرنے کا موقعہ بہم پہنچاتا ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل قرآنی آیت کی تلاوت فرمائی۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۔ (بقرہ:۱۸۶)

گزشتہ منگل اور بدھ کی درمیانی رات اپنی ہی غلطی کی وجہ سے پھر اِن مسلز (Muscles) کو سردی لگ گئی جن میں پہلے تکلیف تھی بے احتیاطی سے دیر تک کام کرتا رہا اور یہ خیال نہ رکھا کہ جسم کو گرم رکھوں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بدھ کی صبح کو میرے لئے بستر سے اُٹھنا بھی مشکل ہو گیا شدید درد شروع ہو گئی پھر جسم کو گرم رکھا، دوائیں کھائیں تو اللہ تعالیٰ نے فضل کیا گو دواؤں کی وجہ سے ضعف ابھی باقی ہے لیکن میری یہ خواہش تھی کہ میں دوستوں کے سامنے ایک مختصر سا خطبہ اسی مضمون کے تسلسل میں دوں جو میں نے شروع کیا ہوا ہے اس لئے میں نماز جمعہ کیلئے آ گیا ہوں۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحبت کاملہ عطا کرے اور ہمیشہ ہی ساری ہی ذمہ داریوں کو نباہنے کی کماحقہ توفیق عطا کرے انسان تو عاجز بندہ ہے میں نے بتایا تھا کہ رمضان کے مہینہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس طرف متوجہ کیا ہے کہ ہم قرآن کریم کی تین اصولی برکات سے مستفید ہونے کی انتہائی کوشش کریں ایک تو احکامِ شریعت سامنے لائیں اور یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہدایت کی ان راہوں پر چلنے کی اپنی طرف سے ہی ہمیں توفیق عطا کرے کہ اس کی توفیق کے بغیر تو انسان کچھ نہیں کرسکتا اس کے متعلق مختصراً ہی میں نے گزشتہ جمعہ کچھ بیان کیا تھا۔

آج میں بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی دوسری برکت جس کا ذکر اس نے اس آیت میں کیا ہے یہ بیان ہے کہ قرآن کریم صرف ہدایت کی راہ ہی نہیں بتاتا بلکہ حکمت بھی بتاتا ہے دلائل بھی دیتا ہے اور ان ہدایت کی راہوں سے جو چیزیں یا ماحول کے دباؤ لے جانے والے ہیں ان پر بھی روشنی ڈالتا ہے اور ہمیں ان غلط راہوں کے فساد پر آگاہ کرتا ہے اور جو نیکیاں ہیں ان

کو بھی بیان کرتا ہوں اصولاً تو وہ ایک ہی ہیں لیکن حالات اور زمانہ کے لحاظ سے عمل صالح بھی بدلتے رہتے ہیں مثلاً جس وقت منکرِ اسلام نے تلوار سے اسلام کو مٹانا چاہا اس وقت ایک مسلمان کی ذمہ واری کچھ اور تھیں اور جب اس میں ناکام ہو کر ہر قسم کے دجل کے حربوں کو اس کے خلاف استعمال کیا گیا تو اسی وقت ایک مسلمان کی ذمہ داریاں پہلی ذمہ واری سے مختلف ہو گئیں گو اصولی طور پر ان کی ایک ہی ذمہ داری رہی کہ اپنا سب کچھ قربان کر کے اسلام کا دفاع اور اسلام کو غالب کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ اصولی ذمہ واری ہے لیکن ایک زمانہ میں اس اصولی ذمہ واری کی کچھ اور شکل تھی اور دوسرے زمانہ میں اس اصولی ذمہ واری کی شکل کچھ اور بن گئی غرض قرآن کریم نے اپنے احکام کی حکمت اور دلائل بیان کئے قرآن کریم کے اسی فقرہ یا اسی حصہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اور اس کے معنی بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے اور ایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے اور ہر ایک اصول کی حقیت پر دلائل واضح بیان کر کے مرتبہ یقینِ کامل اور معرفتِ تام تک پہنچاتا ہے اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دور کرتا ہے پھر اسی تسلسل میں آگے جا کر اصولی طور پر آپ نے بیان کیا۔

”بینائی دلی اور بصیرت قلبی کے لئے ایک آفتاب چشم افروز ہے اور عقل کے اجمال کو تفصیل دینے والا اور اس کے نقصان کا جبر کرنے والا ہے“۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد اصفحہ ۸۲)

اور اس آیت کے ایک معنی یہی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں بیان کئے ہیں کہ قرآن کریم ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنے احکام کی حکمتیں اور اس زمانہ کے فساد کو دور کرنے کے لئے جن دلائل کی ضرورت ہے وہ اپنے اندر رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے لوگ کھڑے کئے جاتے ہیں جنہیں یہ دلائل سکھائے جاتے ہیں پس اس برکت سے حصہ لینے کیلئے انتہائی جہاد تزکیہ نفس کے حصول کے لئے اور نہایت متضرعانہ دعائیں اس مجاہدہ کی قبولیت کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ فضل نہ کرے کوئی شخص اپنی طاقت یا زور یا علم یا فراست یا عقل سے خدا کی نگاہ میں اپنے آپ کو پاک اور مطہر نہیں بنا سکتا اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر ایسا ہونا ممکن نہیں ہے جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ فضل

کرتا ہے اور جو اس کے فضل سے طہارت اور تزکیہ کے نہایت ہی اعلیٰ مقام کو حاصل کر لیتے ہیں اور ان پر قرآنی انوار اور قرآنی اسرار اور قرآنی معارف کے دروازے کچھ اس طرح کھولے جاتے ہیں کہ یہ سب کچھ ایک خارق عادت حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے مَیں حضور کا ایک اقتباس اس وقت پڑھوں گا لیکن اس کے پڑھنے سے قبل میں یہ بتا تا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم نے خود اس مضمون کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

(الانعام:۱۰۶)

یعنی ہم نے قرآن کریم کی آیتوں کو کئی طرح پھیر پھیر کے دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ ایک نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ تو اس طرح ہے کہ مختلف طبائع کو اپیل کرنے والی جو باتیں تھیں وہ مختلف طبائع کے لحاظ سے قرآن کریم نے بیان کر دیں تا کہ کوئی طبیعت خدا کے حضور یہ نہ کہے کہ میری فطرت کو تو تُو نے ایسا پیدا کیا تھا لیکن اس کے مطابق مجھے دلیل نہیں دی گئی اور ایک یہ ہے کہ زمانہ کی ضرورت کے مطابق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سے نئے سے نئے دلائل اور نئے سے نئے حجج اور براہین لوگوں کو بتاتا رہتا ہے اور جن کو وہ یہ دلائل اور براہین سکھاتا ہے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ظلی طور پر معلم بنا دیتا ہے اور اس معلم کا کام یہ ہے کہ دَرَسْتَ تو لوگوں کو سکھلا دے ان کے سامنے بیان کر دے لیکن صرف یہ درس کافی نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اور اس کے علاوہ ایک اور سلسلہ ہم نے یہ جاری کیا ہے کہ ایسے علماء ربّانی پیدا ہوتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی خشیت سے معمور اور اس کے تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر قائم ہوتے ہیں اور لِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اللہ تعالیٰ ایسے علماء کی جماعت کے لئے قرآنی آیات کو کھول کر بیان کر دیتا ہے وہ مطہر نفس دنیا میں آ کر قرآن کریم کے اسرار کو حاصل کرتے اور پھر ان کا درس دیتے ہیں۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو معلم حقیقی کے کامل ظل ہیں احکامِ قرآنی کو کھول کر بیان کرتے ہیں پس معلم تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے لیکن اس دنیا میں اگر کوئی کامل ظل معلم کی حیثیت میں پیدا ہوا تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعہ:۳) کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اَن پڑھ قوم میں انہی میں سے ایک فرد کو رسول بنا کر بھیجا

ہے جو رسالت کے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہے یَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وہ تمام احکام شریعت ان کے اوپر پڑھتا ہے جس بات کا هُدًى لِّلنَّاسِ کے ساتھ تعلق ہے اس کو وہ کھول کر ان کو بتاتا ہے قرآن کریم فرماتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں روزے رکھو دوسری شرائط کو پورا کرو، شور وغوغا نہ کرو، گالیاں نہیں دینی اپنی پوری توجہ قرآن کریم اور اس کی برکات کے حصول کی طرف پھیرنی ہے اپنے نفس کو (اس ماہ میں خصوصاً) مارنے کی کوشش کرنی ہے اور اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں جس مقام کا ذکر ہے اپنی استعداد کے مطابق اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے وَيُزَكِّيْهِمْ پھر اپنی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں وہ ان کے نفوس میں بھی تزکیہ نفس پیدا کرتا ہے جب یہ تزکیہ نفس پیدا ہو جاتا ہے یعنی آپ کی قوتِ قدسیہ سے فائدہ اُٹھا کر اور آپ کے اُسوہ پر عمل کر کے انسان خدا کی نگاہ میں محبوب اور پیارا اور مطہر بن جاتا ہے تو پھر وہ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ کے اسرارِ روحانی ان کو سکھاتا ہے وَالْحِكْمَةَ اور اس قرآن عظیم کی حکمت کی باتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کے طفیل ان پر ظہور ہونے لگ جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کامل اور مکمل ظلی معلم کے فیوض جاری ہوتے ہیں اور قیامت تک ایسے لوگ آپ کے فیض کے نتیجہ میں پیدا ہوتے رہیں گے جس طرح آپ ہی کے فیض کے نتیجہ میں آپ سے قبل آدم سے لے کر آپ کے زمانہ تک خدا تعالیٰ کے مقرب پیدا ہوتے رہے غرض اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ تزکیہ نفس کے بعد ہی تعلیم الکتاب کا امکان پیدا ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص جو اشخاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرتے ہوئے قرآن کریم کے جُوأ کے آگے اپنی گردن رکھ دیتے ہیں اور اپنے نفس کو کلی طور پر فنا کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں اور آپ کے طفیل اللہ تعالیٰ میں گم اور فنا ہو جاتے ہیں وہ قرآن کریم کی اس برکت سے ایک کامل اور مکمل حصہ پاتے ہیں آپ قرآن کریم کی برکات اور اس کے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے کہ جو قرآن کریم کے متبعین پر مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں فرماتے ہیں۔

”ازاں جملہ علوم و معارف ہیں جو کامل متبعین کو خوانِ نعمت فرقانیہ سے حاصل ہوتے ہیں جب انسان فرقان مجید کی سچی متابعت اختیار کرتا ہے اور اپنے نفس کو اس کے امر و نہی کے بکلّی حوالہ کر دیتا ہے اور کامل محبت اور اخلاص سے اس کی ہدایتوں میں غور کرتا ہے اور کوئی اعراض صوری یا معنوی باقی نہیں رہتا تب اس کی نظر اور فکر کو حضرتِ فیاض مطلق کی طرف سے ایک نور

عطا کیا جاتا ہے اور ایک لطیف عقل اس کو بخشی جاتی ہے جس سے عجیب و غریب لطائف اور نکاتِ علم الٰہی کے جو کلام الٰہی میں پوشیدہ ہیں اُس پر کھلتے ہیں''۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد اصفحہ ۵۳۳، ۵۳۲)

پھر فرماتے ہیں:

''سو جو جو علوم و معارف دقائق حقائق و لطائف و نکات و ادلہ و براہین ان کو سوجھتے ہیں وہ اپنی کمیت اور کیفیت میں ایسے مرتبۂ کاملہ پر واقع ہوتے ہیں کہ جو خارق عادت ہے اور جس کا موازنہ اور مقابلہ دوسرے لوگوں سے ممکن نہیں کیونکہ وہ اپنے آپ ہی نہیں بلکہ تفہیم غیبی اور تائیدِ صمدی ان کی پیش رو ہوتی ہے اور اسی تفہیم کی طاقت سے وہ اسرار اور انوارِ قرآنی ان پر کھلتے ہیں کہ جو صرف عقل کی دُور آمیز روشنی سے کھل نہیں سکتے''۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد اصفحہ ۵۳۴ بقیہ حاشیہ در حاشیہ)

پس یہ علامتیں قرآن شریف کے کامل تابعین میں اکمل اور اَتم طور پر پائی جاتی ہیں وہ لوگ جو قرآن کریم کی اتباع میں کوشاں تو رہتے ہیں لیکن اپنی استعداد یا اپنے مجاہدہ کی کمزوری کے نتیجہ میں کامل تابعین کے مقام کو حاصل نہیں کر سکتے یا انہوں نے ابھی تک حاصل نہیں کیا اُن پر قرآن کریم کی یہ علامتیں اکمل اور اتم طور پر نازل نہیں ہو سکتیں لیکن اپنی اپنی کوشش اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق قرآن کریم کے انعامات اور اس کا فضلوں کی یہ علامتیں ان پر بھی نازل ہوتی ہیں کیونکہ صرف یہ تو نہیں کہ ایک بلند تر مقام تو ایک مسلمان کو مل سکتا ہے اور اس کے نچلے مقام اس کو نہیں مل سکتے یہ بات خلاف عقل ہے ہر شخص اپنی اپنی استعداد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استعداد کے متعلق جو بڑے عجیب اور لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے کے مطابق اور اپنی مخلصانہ اور مقبول کوششوں کے نتیجہ میں ان فیوض سے حصہ پا سکتا ہے جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں رکھے ہیں۔

میں نے سوچا کہ سب سے کم حصہ جو ایک مسلمان خدا تعالیٰ کے اس عظیم قرآن کے فیوض سے حاصل کر سکتا ہے وہ اس قسم کی عقل ہے کہ وہ دوسروں کے بیان کردہ اسرار روحانی کو سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے یہ پہلا مرحلہ ہے یعنی ابھی اس کو وہ مقام تو حاصل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود اس پر اسرار قرآنی ظاہر کرے اور انوار قرآنی سے اسے منور کرے لیکن وہ اتنی عقل دے دیتا ہے کہ جن پر اسرار و

انوارقرآنی بارش کی طرح نازل ہوتے ہیں ان کے بیان کردہ اسرارقرآنی کو ان کے منہ سے سننے یا ان کی کتابوں سے پڑھنے کے بعد وہ سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے کہتے ہیں نقل را عقل باید ہر شخص اس قابل نہیں ہوتا کہ اسرار روحانی کو خواہ وہ بڑی وضاحت سے بیان کئے گئے ہوں سمجھ سکے مثلاً جو شخص متوجہ ہی نہیں جس کی توجہ بہک جاتی ہے وہ آدھی بات سنتا ہے اور آدھی سنتا ہی نہیں وہ سمجھے گا کیسے؟ مَیں نے یہ ایک موٹی مثال دی ہے جس کو بچے بھی سمجھ جائیں گے غرض کم سے کم فیض جو انسان حاصل کر سکتا ہے وہ عقل سلیم ہے جس کی نقل کے وقت بھی انسان کو ضرورت پڑتی ہے یعنی ایسے ماموراور صلحا اور علماء ربّانی جو خدا تعالیٰ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کے طفیل علوم قرآنی حاصل کر کے انہیں دوسروں تک پہنچاتے ہیں ان علوم کو ایسے لوگ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علوم کا ایک خزانہ قرآن کریم سے نکال کر دنیا کے سامنے رکھا ہے لیکن ابھی ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو ان علوم کو سمجھنے کے قابل ہے بعض دفعہ انسان کا دماغ یہ دیکھ کر چکرا جاتا ہے کہ اتنی حکمت کی باتیں ہیں غیر ان کو سمجھتے کیوں نہیں ان علوم سے قرآن کریم کی شان بلند ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض اور آپ کی برکتیں سامنے آتی ہیں غرض انمول جواہر اور ہیرے ہیں جو آپ کی کتب میں موجود ہیں لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ کتنے ہیں جو انہیں سمجھ سکیں۔

غرض کم سے کم مقام دوسروں کے بتائے ہوئے ہدایت کے دلائل اور حکمت کو سمجھنے کا ہے اور بڑے سے بڑا اور بلند تر مقام وہ خارق عادت مقام ہے کہ جس کے ساتھ کوئی اور مقابلہ نہیں کر سکتا اور ان دو مقامات کے درمیان بے شمار مقامات ہیں جو ہم حاصل کر سکتے ہیں اور ان سے آگے ترقی کر سکتے ہیں آج ہم نے ایک مقصد کو حاصل کیا تو کل دوسرے مقام کو حاصل کر لیں گے غرض اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ کریمہ میں بیان کیا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں تمہارے لئے ایک موقعہ عطا کیا گیا ہے کہ تم اپنے نفس کو جذبات اور خواہشات کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کی عادت ڈالو اور تکالیف برداشت کرنے کا اپنے جسموں کو عادی بناؤ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کی قربانی ہم سے چاہتا ہے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے بعد تو درحقیقت انسان کا کچھ رہتا ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہیں ایک مہینہ ایسا عطا کیا ہے کہ جس میں مَیں نے کہا ہے کہ تم میری خاطر بھوکے رہو جس میں مَیں نے کہا ہے کہ تم میری خاطر نیند کم کر لو جس میں مَیں نے کہا ہے کہ تم میری

خاطر اپنا بہت کچھ چھوڑ دو تم اپنی خواہشات کو چھوڑ دو، تم نیکیاں کرو، اپنے اموال میں سے اور اپنے اوقات میں سے کچھ میری راہ میں دو تم میرے قریب تر آنے کی کوشش کرو تا کہ میرے ساتھ تمہارا اس قسم کا تعلق پیدا ہو جائے کہ تم نہ صرف یہ کہ دوسری باتیں سمجھنے لگ جاؤ جو میں ان کو مجسم حقیقی کی حیثیت سے بتاتا اور پڑھاتا ہوں بلکہ تم خود میرے شاگرد بن جاؤ۔ چاہے پہلی جماعت کے شاگرد ہی سہی لیکن میرے شاگرد بن جاؤ اور اس میں کامیاب ہو جاؤ گے تو پھر تم میری دی ہوئی توفیق سے دوسری جماعت میں بھی ہو جاؤ گے اور اس کے بعد پھر تیسری جماعت میں ہو جاؤ گے پھر کچھ عرصہ بعد تم ایم اے تک پہنچ جاؤ گے پھر تم ڈاکٹریٹ پوسٹ ڈاکٹریٹ کے مقام تک پہنچ جاؤں گے مادی دنیا میں بھی علمی تحقیق کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے جس کتاب عظیم میں جس کتاب حکیم میں اور جس فرقان میں نہ ختم ہونے والے خزانے پائے جاتے ہیں اس کے متعلق بھی تحقیق کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا وہ کھولے جاتے ہیں وہ لوگ جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اُن کا مقام ارفع اور اعلیٰ ہے اور کامل اتباع کے نتیجہ میں کامل معرفت انہیں عطا کی جاتی ہے ان پر بھی مزید ترقیات کے دروازے بند نہیں ہوتے وہ بھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ سیکھتے چلے جاتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ ترقی حاصل کرتے جاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ماہ رمضان ترقیات حاصل کرنے کا ایک موقعہ بہم پہنچاتا ہے اس کو گنواؤ مت اگر تم رمضان کی عبادات خلوص نیت کے ساتھ اور میری بتائی ہوئی شرائط کے ساتھ ادا کرو گے تو تم میرے سکول میں میرے مدرسہ میں داخل ہو جاؤ گے جہاں صرف درس نہیں ہوگا بلکہ وہاں بیان بھی ہوگا وہاں دو کلاسیں ہوں گی ایک درس ہوگا یعنی جو دوسروں نے سکھایا وہ تم سمجھنے لگ جاؤ گے اور ایک بیان کی کلاس ہوگی کہ میں تمہیں خود سکھاؤں گا میں خود تمہارا معلم بن جاؤں گا اور کتنا خوش قسمت ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ خود سکھانا شروع کر دے۔ پس رمضان کی اس برکت سے بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اور میری خواہشات کو پورا کرے اور وہ خود ہمارا معلّم بنے۔

(روزنامہ الفضل ۱۹؍دسمبر ۱۹۶۸ء صفحہ ۲ تا ۴)

☆......☆......☆